284 Blank

غیر مقلدین اور مسئلہ رفع یدین

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

ابتداء فرقہ غیر مقلدین

یہاں کی مساجد خالص عبادت گاہیں تھیں نہ کہ میدان جنگ۔ جب انگریز نے یہ ملک فتح کیا تو اس نے دیکھا کہ مساجد میں جس طرح درس نماز ہوتا ہے، اسی طرح درس جہاد بھی ہوتا ہے، اور جہاد سے انگریز بہت پریشان تھا۔ اس نے سوچا کہ جب تک مساجد میں فساد نہ کرایا جائے، اس وقت تک درس جہاد بند نہیں ہو سکتا، چنانچہ ایسے فرقہ کی ضرورت محسوس کی جو فقہ حنفی پر نکتہ چینی کرے، اور خاص طور پر احناف کی نماز کو غلط کہے۔

چنانچہ اسی مقصد کے لیے غیر مقلدین کا فرقہ پیدا کیا گیا، جس کے دو ہی مقصد تھے:

(۱) انگریزوں سے جہاد حرام (۲) مسلمانوں کی مساجد میں فساد فرض۔

چنانچہ پہلے مقصد کے لیے مولانا محمد حسین بٹالوی وکیل اہل حدیث ہند نے اپنی ساری جماعت کی طرف سے رد جہاد میں رسالہ لکھا، جس کا نام ''الاقتصاد فی مسائل الجہاد'' رکھا اور انگریز سے جاگیر بھی لی۔ اور نواب صدیق حسن خان نے رسالہ، ترجمان وہابیہ لکھا اور انگریز سے ریاست کی نوابی اور خطاب حاصل کیے۔ یہ دونوں رسالے، رسائل اہل حدیث جلد اول میں موجود ہیں، اور پوری تفصیل رسالہ انگریز اور اہل حدیث میں ہے۔

دوسرے مقصد کے لیے مولانا بٹالوی نے اپنے ساتھیوں کو ملا کر ایک اشتہار دس سوالات پر مشتمل شائع کیا اور تاریخ اسلام میں پہلی مرتبہ مسلمانوں میں انتشار کا نیا طریقہ اختیار کیا۔ اشتہار میں لکھا ''حنفیان پنجاب و ہندوستان کو بطور اشتہار وعدہ دیتا ہوں کہ ان لوگوں میں سے کوئی صاحب مسائل ذیل میں کوئی آیت قرآن یا حدیث صحیح، جس کی صحت میں کسی کو کلام نہ ہو اور وہ اس مسئلہ میں جس کے لیے پیش کی جائے، نص صریح قطعی الدلالۃ ہو پیش کریں تو فی آیت وحدیث دس روپیہ بطور انعام دوں گا''۔

عوام کو ورغلانے کے لیے اس قسم کے انعامی چیلنج کا اشتہار قرآن، حدیث، فقہ، تاریخ اسلام میں کہیں نہیں ملا۔ ہاں اس قسم کے چیلنج کا بانی مرزا قادیانی ہے۔ اس کے لٹریچر میں غلط شرائط لگا کر انعامی چیلنج دینے کی مثالیں موجود ہیں۔ اس اشتہار کو ملک کے طول وعرض میں پھیلایا گیا، ہر مسجد اور ہر گھر میں نفاق کا جہنم گرم کر دیا گیا۔

کسی سچے نبی کی تعلیمات میں ہمیں آج تک اس کی مثال نہیں ملی۔ علمائے اہل سنت جانتے تھے کہ مسلمانوں میں فتنہ ڈالنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ ﴿وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾ وہ کہتے تھے کہ مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد ہر زمانہ میں ضروری ہے۔ لیکن اس زمانہ میں جبکہ کافروں سے جہاد ہو رہا ہو، وہ اسلامی حکومت چھین رہے ہوں، اس کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے، مگر غیر مقلدین حضرات نے مسلمانوں میں انتشار کا نام، اتباع حدیث اور تحقیق رکھ دیا۔

حضرت شیخ الہندؒ کا جواب

چنانچہ اس فتنہ کو دبانے کے لیے حضرت شیخ الہندؒ نے اس اشتہار کے جواب میں چھوٹا سا رسالہ لکھا، جس کا نام ''ادلہ کاملہ'' رکھا۔ جس میں یہ بتایا کہ یہ زمانہ ان لڑائیوں کا نہیں، مسلمانوں کو لڑانے کی بجائے ان کو ملانے کی کوشش کرو۔ اور یہ بھی بتایا کہ مشتہر صاحب، آپ کا انداز تحقیق کا انداز نہیں ہے، نہ ہی مسلمانوں کو لڑانے میں اتباع حدیث ہے، بلکہ آپ کا علمی حدود اربعہ فقط یہ ہے کہ قرآن پاک سے صرف متشابہات آپ کے حصہ میں آئی ہیں اور حدیث سے صرف متعارضات اور آپ کے فرقے کی ابتداء اکابر اہل اسلام سے بدگمانی اور انتہاء ان پر بدزبانی ہے۔ گویا، لعن آخر هذه الامة اولها. جناب بٹالوی صاحب نے اس اشتہار سے امت میں انتشار کی ابتداء کی۔ لیکن وہ نہ مناظرہ کے طریقہ سے واقف تھے، نہ ہی علم حدیث کو جانتے تھے، کیونکہ جس طرح مقدمہ عدالت میں ایک فریق مدعی ہوتا ہے، دوسرا مدعا علیہ، اور عدالت مدعی سے گواہ کا مطالبہ کرتی ہے اور مدعا علیہ کو جرح کا حق دیتی

ہے، اسی طرح ایک مناظر مدعی ہوتا ہے جس کا فرض اپنے دعوے کو دلیل سے ثابت کرنا ہے۔ دوسرا مناظر سائل ہوتا ہے جو اس کے دلائل پر جرح کرتا ہے۔ مسئلہ رفع یدین میں غیر مقلدین مدعی ہیں نہ کہ سائل۔

آنحضرت ﷺ نے بھی یہی فرمایا کہ گواہ (دلیل) مدعی کے ذمہ ہے اور قسم انکار کرنے والے پر۔ (الحدیث، بیہقی شریف)

"ہمارا چیلنج ہے کہ ایک آیت قرآنی یا حدیث صحیح، صریح، متفق علیہ، قطعی الدلالۃ پیش کریں، جس میں رفع یدین نہ کرنا آنحضرت ﷺ کا بوقت رکوع جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے ذکر ہو تو فی آیت و حدیث دس روپے انعام لیں"۔

یہ ایک ایسا ہی سوال ہے کہ کوئی شیعہ بٹالوی صاحب کو چیلنج دے کہ آپ ایک آیت قرآنی یا ایک حدیث صحیح، صریح متفق علیہ، قطعی الدلالہ پیش کریں کہ آنحضرت ﷺ نے اذان میں اشھدان علیا ولی اللہ کہنے سے منع کیا ہو، تو ہم فی آیت و حدیث دس روپے انعام دیں گے۔

اس وقت بٹالوی صاحب بھی کوئی آیت یا حدیث پیش نہیں کریں گے، بلکہ کہیں گے کہ جو شخص کام کرے دلیل اس کے ذمہ ہوتی ہے۔ البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر۔

الغرض! حضرت شیخ الہندؒ نے جواب میں ان سے سوال کیا، کیونکہ مدعی وہ تھے۔ آپ ہم سے رفع یدین نہ کرنے کی حدیث صحیح متفق علیہ مانگتے ہیں جو دربارہ عدم رفع صریح بھی ہو۔ جناب من! ہم آپ سے دوام رفع یدین کی نص صریح، حدیث صحیح متفق علیہ کے طالب ہیں۔ اگر ہو تو لائیے، اور دس کی جگہ بیس لے جائیے؟ ورنہ کچھ تو شرمائیے۔ اور یہ بھی نہ ہو تو آپ آخری وقت نبوی ﷺ ہی میں کسی نص سے آپ کا رفع یدین کرنا ثابت کیجئے۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر کسی کے سامنے منہ نہ کیجئے۔ (ادلہ کاملہ ص ۳)

حضرت کا یہ سوال آج تک غیر مقلدین کے سر پر قرض ہے جس کو نہ اتار

سکے، نہ انشاء اللہ اتار سکیں گے۔ یہ جتنی بھی احادیث پیش کرتے ہیں، ان میں نہ ہمیشہ کا ذکر ہے، نہ ہی آخر عمر کا بطور نص کے ذکر ہے

حضرت شیخ الہندؒ کے اس رسالہ کے جواب میں غیر مقلدین کی پوری جماعت کی طرف سے محمد احسن امروہی کے نام سے ایک کتاب شائع ہوئی جس کا نام مصباح الادلہ تھا۔ اس میں آیات واحادیث کی بجائے گالیوں کی بھرمار تھی۔

حضرت شیخ الہندؒ نے پھر ایضاح الادلہ تحریر فرمائی جس میں فرمایا کہ اگرچہ غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ ہم قرآن وحدیث کو اہل زبان مجتہدین سے بہتر سمجھ لیتے ہیں مگر ان کی پوری جماعت میری اردو کی کتاب بھی نہ سمجھ سکی، جب وہ میری کتاب کو سمجھ ہی نہیں سکے تو جواب کیا خاک لکھیں گے۔ اس لیے میں اپنی اردو کی کتاب کی مزید وضاحت کر دیتا ہوں، تا کہ وہ سمجھ جائیں اور سمجھنے کے بعد کوئی جواب لکھیں۔

حضرت شیخ الہندؒ کی کرامت

حضرت شیخ الہندؒ کی یہ مسلمہ کرامت ہے کہ جس محمد احسن امروہی غیر مقلد نے بے سمجھے جواب میں گالیاں لکھیں، وہ قادیانی ہو کر مرا، اس کا دین بھی برباد ہوا اور دنیا بھی، کہ آخر عمر میں دو دو آنے کی بھیک پر گزراوقات تھی۔۔ (مجموعہ اشتہارات مرزاج اص ۳۳۷) خسر الدنیا والاخرة کاش کوئی عبرت حاصل کرتا۔ ایضاح الادلہ کا جواب اب تک غیر مقلدین کے سر پر قرض ہے۔ اور یہ اس وقت تک رہے گا جب تک کوئی بھی غیر مقلد اس کا جواب نہیں لکھ سکے گا۔

رفع یدین کی ابتداء

اگرچہ اس ملک میں اسلام اوائل ساتویں صدی عیسوی میں آ گیا تھا مگر پورے پنجاب میں سب سے پہلے رفع یدین ۱۸۶۰ء میں ہوئی۔ پورے گیارہ سو سال تک یہاں رفع یدین کو کوئی جانتا ہی نہیں تھا۔ یہ پہلی مرتبہ رفع یدین کرنے والا نہ حاجی تھا نہ عالم، ایک غریب شخص تھا جو پیٹ پالنے کے لیئے کتابیں بیچتا تھا۔ اس نے پہلے

امرتسر میں، پھر مظفر گڑھ، پھر دہلی میں رفع یدین کر کے جا بجا شور پیدا کیا۔ (نقوش ابوالوفاص ۳۹ و ۴۰) اور اب فوراً اس کو نوازا گیا، اور سرکار برطانیہ نے ملازمت عطا فرمائی، اس کا نام محمد یوسف تھا، پھر یہ بھی مرزائی ہو گیا۔

حضرات! ۱۸۶۰ء وہی زمانہ ہے جس میں انگریز حکومت مسلمانوں کو وحشیانہ سزائیں دے رہی تھی۔ اس وقت میاں نذیر حسین دہلوی کے مدرسے کا مدرس یہ فتویٰ دے رہا تھا۔ "یہ لوگ یعنی حنفی المذہب مستحل الدم (واجب القتل) ہیں، ان کا مال، مال غنیمت ہے، ان کی بیویاں ہمارے واسطے جائز ہیں۔ آپ قابو میں لا سکتے ہوں تو شوق سے لائیے........... بھوپال میں عبداللہ نابینا کہتا ہے کہ دنیا میں صرف ڈھائی مسلمان ہیں اور مولوی محمد بشیر صاحب حنفیہ کو مشرک سمجھتے ہیں۔

(دہلی اور اس کے اطراف ص ۵۶)

جامع مسجد دہلی، جو حنفی سلاطین کی بنائی ہوئی تھی اور احناف کا مرکز تھا، اس جگہ (مسجد) میں انگریز کے سہارے غیر مقلد وعظ کرتے تھے۔ مولوی محمد اکبر وعظ کہتے ہیں، یہ بزرگ حنفیوں کا خوب مذاق اڑاتے ہیں۔ دل کھول کر تبرا کرتے ہیں، اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ ہدایہ پڑھانے سے توبہ کی ہے فرماتے تھے کہ آج کون ہے جس نے ہدایہ شریف پڑھانے سے توبہ کر کے کلام مجید کی تعلیم شروع کی ہو، سب جہنم میں جائیں گے۔ (ایضاً ص ۶۲)

ایک غیر مقلد مصنف لکھتا ہے "اس زمانے میں احناف اور اہل حدیث کے درمیان بکثرت مقدمات عدالت دیوانی و فوجداری میں دائر تھے...... تقلید و عدم تقلید کی بحث ناگوار نے اس قدر طول کھینچا کہ مناظرہ سے مناقشہ اور مناقشہ سے مجادلہ اور مجادلہ سے منازعت تک نوبت پہنچی۔ ایک فریق دوسرے کی تکفیر کرنے لگا اور انگریزی عدالت دیوانی اور فوجداری میں بکثرت مقدمات دائر ہوئے، اور اب تک ہوتے جاتے ہیں۔ بعض لوگ تو اس قسم کی مقدمہ بازی کو غالباً جہاد فی سبیل اللہ سمجھتے ہیں۔

بیشتر مقدمے سب ڈویژن اور ضلع سے گزر کر ہائی کورٹ الہ آباد اور کلکتہ تک پہنچے اور ایک مقدمہ تو پریوی کونسل لنڈن تک لڑا جس میں اہل حدیث کامیاب رہے''

(الحیات بعد الممات ص ۶۱۱ تا ۶۱۴)

غیر مقلدین کے مورخ محمد شاہ جہان پوری (۱۳۱۹ھ ۱۹۰۰ء) میں لکھتے ہیں

''کچھ عرصہ سے ہندوستان میں ایک ایسے غیر مانوس مذہب کے لوگ دیکھنے میں آ رہے ہیں جن سے لوگ بالکل نا آشنا ہیں، پچھلے زمانے میں شاذ و نادر اس خیال کے لوگ کہیں ہوں تو ہوں مگر اس کثرت سے دیکھنے میں نہیں آئے، بلکہ ان کا نام بھی ابھی تھوڑے ہی دنوں سے سنا ہے۔ اپنے آپ کو تو وہ اہل حدیث یا محمدی یا موحد کہتے ہیں مگر مخالف فریق میں ان کا نام غیر مقلد یا وہابی یا لا مذہب لیا جاتا ہے۔ چونکہ یہ لوگ نماز میں رفع یدین کرتے ہیں، یعنی رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ جیسا کہ تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کانوں تک اٹھائے جاتے ہیں، بنگلہ کے لوگ ان کو رفع یدینی بھی کہتے ہیں۔'' (الارشاد ص ۱۳)

معلوم ہوا کہ ۱۸۶۰ء سے ۱۹۰۰ء تک چالیس سال کے عرصہ میں بھی رفع یدین شاذ و نادر ہی کہیں کیا جاتا تھا۔ اور قاعدہ ہے ''النادر کالمعدوم'' کہ نادر چیز مثل معدوم کے ہوتی ہے۔

جواب رسالہ تحقیق مسئلہ رفع الیدین

رسالہ تحقیق مسئلہ رفع یدین کا جواب تقریباً پندرہ مجاہدین غیر مقلدین نے اپنی سر توڑ کوشش اور پوری پوری جدوجہد کے بعد پانچ سال کی مدت میں تیار فرمایا جو ۴۹۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس سے اپنے ان پڑھ عوام کو تو یہ باور کرایا ہے کہ ہم نے ۲۵۵ احادیث جمع کر دی ہیں۔

(۱) مگر ان میں ایک بھی حدیث ایسی نہیں ہے جس میں ان کا مکمل عمل موجود ہو کہ تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین سنت موکدہ ہے اور دوسری و چوتھی رکعت

کے شروع میں منع اور حرام ہے۔ اسی طرح رکوع جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین سنت موکدہ ہے اور سجدوں کے اول و آخر میں منع اور حرام ہے۔

(۲) ہمارے رسالہ میں فما زالت والی حدیث پیش کرنے والے کو دس ہزار روپے نقد انعام کا وعدہ دیا گیا تھا مگر اس سے بھی پندرہ مجاہدین غیر مقلدین عاجز رہے اور انشاء اللہ العزیز عاجز ہی رہیں گے۔ جناب خالد گرجاکھی نے اپنے جزء رفع یدین میں روایت کا نمبر ۴۰۲ تک پہنچایا، مگر مندرجہ بالا تینوں چیلنج وہ بھی قبول نہ کر سکا۔ حافظ محمد گوندلوی نے التحقیق الراسخ لکھی، حافظ عبد المنان نور پوری مدرس جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ کا رسالہ مسئلہ رفع الیدین ۲۰۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ حکیم محمود کا رسالہ شمس الضحیٰ ہے مگر کسی ایک نے بھی یہ تین مطالبے پورے نہ کئے۔

جہاد فرقہ غیر مقلدین

(۱) ان مجاہدین نے پہلا جہاد تو یہ کیا کہ خدا پر جھوٹ بولا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ میں رفع یدین کا حکم دیا ہے۔

(۲) دوسرا جہاد یہ کیا کہ نبی پاکؐ پر جھوٹ بولا کہ آپؐ ہمیشہ ہمارے طریقے کے مطابق رفع یدین کرتے رہے۔

(۳) تیسرا جہاد ص ۲۸۲ پر ۴۹ صحابہ کرامؓ کے نام لکھے، جن میں سے ۳۵ صحابہؓ کی کوئی روایت کسی ضعیف سند سے بھی پوری کتاب میں درج نہ کی، ان کا نام محض جھوٹ موٹ لکھ دیا۔

(۴) چوتھا جہاد، صرف چودہ صحابہؓ کی روایات کو ۲۵۵ نمبروں میں ذکر کیا۔

(۵) پانچواں جہاد، ان چودہ صحابہ میں سے دس صحابہؓ کی احادیث میں سجدوں یا ہر تکبیر کی رفع یدین کا ذکر تھا ان کو کاٹ دیا۔ باقی چار کی احادیث میں نہ سند کی صحت ثابت، نہ دوام کی صراحت دکھائی، نہ معارض احادیث کا جواب دے کر معارضہ رفع فرمایا۔

(۶) چھٹا جہاد، حدیث کے راویوں پر شدید حملہ کیا۔

۱۔ ابو بکر بن عیاش جس کی روایت صحیح بخاری میں اٹھارہ جگہ ہے، اس کو ص ۴۴۰ و۴۳۲ پر ضعیف بنا دیا۔

۲۔ قتادہ کے عنعنہ کو ص ۴۷۹ پر ضعیف کہا۔ حالانکہ صحیح بخاری میں اس کے ۲۶ عنعنے ہیں، اور لطف یہ ہے کہ خود الرسائل میں ان مجاہدین نے بیس جگہ اس کے عنعنے کو قبول فرمالیا۔

۳۔ عاصم بن کلیب جس کا ذکر بخاری میں ص ۸۶۸ ج ۲ پر، مسلم میں ص ۱۹۷ ج ۲ وص ۳۵۰ ج ۲ وص ۴۱۴ ج ۲ پر ہے۔ ترمذی نے اس کی احادیث کو حسن صحیح کہا ہے۔ خود الرسائل کی پوری چالیس سندوں میں یہ راوی موجود ہے مگر ص ۴۳۸ اور ص ۴۴۰ پر اسے ضعیف بنا ڈالا۔

۴۔ ہماری ایک حدیث کو عنعنہ مدلس کی وجہ سے ضعیف کہا اور اپنی ساٹھ سندوں میں مدلس کا عنعنہ موجود ہے، اس کا کوئی ذکر ہی نہیں۔

۵۔ حمید عن انس، ان کو ص ۴۸۵ پر ضعیف کہا، مگر خود چار جگہ اس کی روایت قبول کرلی۔

۶۔ حصین بن عبدالرحمٰن کو ص ۴۳۰ اور ص ۴۴۹ پر ضعیف کہا، مگر ص ۱۸۴ پر خود انہوں نے استدلال کیا ہے۔

۷۔ عبداللہ بن لھیعہ کو ص ۴۷۱ پر ضعیف کہا مگر ص ۲۱۶ پر جو عقبہ کا قول لکھا، اس کی سند میں ابن لھیعہ بھی ہے اور اس کے ساتھ مشرح بن عاہان بھی ضعیف راوی ہے۔

۸۔ ص ۴۴۱ پر ابو اسحاق کی حدیث کو رد کر دیا جبکہ ص ۱۷۳ پر خود اس سے استدلال کیا۔

۹۔ یحیٰی ابن آدم اور قاضی عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ جو صحاح ستہ والوں کے اجماعی شیخ ہیں، ان کو ص ۴۳۶ و ص ۴۴۵ پر ضعیف کہہ دیا۔

۱۰۔ رفدہ بن قضاعہ اور یزید بن ابی زیاد کو ضعیف بھی کہا، ص ۴۶۶ و ص ۴۴۴

اور ص ۳۸۳ پر ان کا حوالہ بھی اپنے دلائل میں پیش کر دیا۔

ان پندرہ مجاہدین نے انکار حدیث اور انصاف کے خون کرنے کا ریکارڈ قائم کیا ہے اس کی مثال ہمیں کسی کتاب میں نہیں ملی۔ اگر الرسائل فی تحقیق المسائل اور جزء رفع یدین خالد گرجاکھی میں مندرجہ تمام روایات کو بالفرض صحیح بھی مان لیا جائے تو بھی ان میں ایک حدیث بھی ایسی نہیں ہے جس سے رفع یدین پر مواظبت و دوام ثابت ہوتا ہو، آخری وقت نبوی ﷺ میں ہی رفع یدین کا ثبوت ہو تو ان میں سے ایک حدیث میں بھی مکمل دعویٰ موجود نہیں ہے۔

ان تمام روایات سے زیادہ سے زیادہ ایک آدھ مرتبہ رفع یدین کرنے کی صراحت ملتی ہے۔ جیسے پہلی رات کا چاند طلوع ہو تو کروڑ ہا لوگ بھی اس کے طلوع کی خبر دیں تو چاند ایک ہی طلوع ہوا، اور ایک بار ہی طلوع ہوا نہ کہ کئی مرتبہ، پس ان تمام روایات واحادیث سے ایک آدھ مرتبہ رفع یدین کا ثبوت تو صراحتاً ہو گا۔ ہاں یہ رفع یدین باقی رہی یا باقی نہ رہی، اس سے یہ احادیث بالکل خاموش ہیں۔

البتہ پہلی تکبیر کی رفع یدین کا باقی رہنا اجماع امت سے ثابت ہے اور اس کے بعد نماز کے اندر رفع یدین کا بقا زیادہ سے زیادہ استصحاب حال یا قیاس جلی سے ہو گا اور اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ جو قیاس حدیث سے ٹکرائے، وہ مردود ہے۔ ان کے اس قیاس کو کہ جب حضور ؐ نے رفع یدین کی ہے تو کرتے ہی رہے ہوں گے، ان احادیث نے ٹھکرا یا جن سے آنحضرت ﷺ، خلفائے راشدین، جمہور صحابہ ؓ اور امت کی اکثریت کا ترک رفع یدین کرنا تواتر عملی کے ساتھ واضح ہے۔ پھر یاد رہے کہ ہماری پیش کردہ احادیث ان کی احادیث سے ہرگز معارض نہیں کیونکہ وہ بقائے رفع یدین سے ساکت ہیں اور یہ ترک رفع یدین پر نص ناطق۔ اور ظاہر ہے کہ ساکت اور ناطق میں کوئی معارضہ نہیں ہوتا۔

سب اہل السنت والجماعت نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے

ہیں۔ یہ رفع یدین حکم رسول اللہ ﷺ سے بھی ثابت ہے، فعل رسول اللہ ﷺ سے بھی، اس رفع یدین کی حدیث تواتر قدر مشترک تک پہنچ چکی ہے۔ اس کے ساتھ تکبیر بھی شامل ہے، اور پوری امت کا اجماعی تعامل بھی اسی پر ہے چونکہ یہاں کوئی نص یا تعامل اس سے معارض نہیں، اس میں نہ اجتہاد کی گنجائش، نہ تقلید کی ضرورت، نہ بحث کی حاجت۔ پہلی تکبیر کے بعد کسی جگہ عام نماز میں اس طرح رفع یدین پر مواظبت ہرگز ثابت نہیں۔ حدیث کی کتابوں میں پہلی تکبیر کی رفع یدین بلا معارضہ ثابت ہے اور اسکے بعد کی رفع یدین میں احادیث تعامل امت ان سے معارض ہیں۔

اہل السنہ والجماعۃ احناف چار رکعت نماز میں ایک دفعہ صرف پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے ہیں، جبکہ غیر مقلدین چار رکعت میں دس جگہ رفع یدین کرتے ہیں۔

غیر مقلدین کا عمل اور دعوے

(۱) غیر مقلدین دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں کبھی رفع یدین نہیں کرتے۔ ان کا کہنا ہے کہ حضور نے نہ کبھی یہاں رفع یدین کی بلکہ کرنے سے منع فرمایا۔ ہاں تیسری رکعت کے شروع میں ہمیشہ رفع یدین کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے یہاں رفع یدین کرنے کا حکم بھی دیا اور ساری عمر یہاں رفع یدین کرتے بھی رہے۔

(۲) ہر رکعت میں سجدے دو ہوتے ہیں اور ایک رکوع۔ وہ دونوں سجدوں کے اول و آخر کبھی رفع یدین نہیں کرتے۔ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اس سے منع فرمایا اور خود بھی کبھی رفع یدین نہیں کی اور رکوع کے اول و آخر ہمیشہ رفع یدین کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان جگہوں میں رفع یدین کا حکم بھی دیا اور ساری زندگی کرتے بھی رہے۔

۱۔ غیر مقلدین کے اس مکمل دعوئ پر ایک بھی قولی حدیث موجود نہیں ہے چنانچہ تحقیق رفع الیدین میں قولی حدیث پیش کرنے والے کو انعامی کی طرز پر دس ہزار روپے انعام کا وعدہ دیا تھا مگر ان کے مجاہدین ایک بھی حدیث پیش نہیں کر سکے۔

۲۔ اس مکمل دعویٰ پر ایک بھی تقریری حدیث پیش نہیں کر سکے۔

۳۔ اس مکمل دعویٰ پر ایک بھی فعلی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش نہیں کر سکے۔

۴۔ دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین کے ممنوع و منسوخ ہونے کی ایک بھی حدیث پیش نہیں کر سکے۔

۵۔ سجدوں سے پہلے اور بعد رفع یدین کے ممنوع و منسوخ ہونے کی ایک بھی حدیث پیش نہیں کر سکے۔

۶۔ رفع یدین کرنے کے حکم میں ان میں سخت اختلاف ہے۔ اس اختلاف کو کسی آیت یا حدیث سے رفع نہ کر سکے۔

رفع یدین کرنے، نہ کرنے کا حکم

(۱) رکوع کے اول و آخر اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کرنے کا حکم کیا ہے؟ ان کے جماعتی فتاویٰ علمائے حدیث میں اس کو مستحب لکھا ہے۔

(ص ۱۵۳ ج ۳، ص ۱۵۶ ج ۳)

(۲) میاں نذیر حسین صاحب فرماتے ہیں۔ ''علمائے حقانی پر پوشیدہ نہیں ہے کہ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنے میں لڑنا جھگڑنا وغیرہ تعصب اور جہالت سے خالی نہیں، کیونکہ مختلف اوقات میں رفع یدین کرنا اور نہ کرنا دونوں ثابت ہیں اور دونوں طرح کے دلائل موجود ہیں'' (ایضاً ص ۱۶۱ ج ۳)

(۳) مولانا عبدالجبار غزنوی والد مولانا محمد داؤد غزنوی فرماتے ہیں کہ رفع یدین نہ کرنے والے پر کوئی ملامت نہیں (اگرچہ عمر بھر نہ کرے) (ایضاً ص ۱۵۱، ۱۵۲ ج ۳)

(۴) مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں ''اس کا ثواب ایسا ہے جیسے ایک آدمی پہلے ہی سے باوضو ہو، لیکن زیادہ ثواب حاصل کرنے کے لیے پھر وضو کر لے، اسی لیے رفع یدین کا ترک، ترک ثواب ہے نہ ترک فعل سنت فافہم'' (فتاویٰ ثنائیہ ص ۶۰۸، ۶۰۹ ج ۱) اور فرماتے کہ رفع یدین نہ کرنے سے نماز کی صحت میں کوئی خلل نہیں آتا۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ص ۱۵۴ ج ۳)

نوٹ: رفع یدین پر وضو جتنا ثواب ہمیں حدیث میں نہیں ملا۔

(۵) حکیم محمد صادق صاحب سیالکوٹی نے پہلے تو رفع یدین کو چہرے کے غازے (سرخی پاؤڈر) سے تشبیہ دی، پھر مسواک سے ملا کر کہا کہ جیسے مسواک کرنے سے ستر گنا ثواب بڑھ جاتا ہے، اتنا ہی رفع یدین کا ثواب ہے۔

(صلوٰۃ الرسول ص ۲۷۵،۲۷۶)

نوٹ: مسواک کے ۷۰ گنا ثواب کی تو ایک ضعیف حدیث ہے (صلوٰۃ الرسول ص ۱۰۲) مگر اس رفع یدین کے ثواب کے ۷۰ گنا کی کوئی ضعیف حدیث بھی ہمیں نہیں ملی۔

(۶) علامہ وحید الزمان صاحب نے اس رفع یدین کو جوتا پہن کر نماز پڑھنے جیسی سنت قرار دیا ہے۔ (تیسیر الباری ص ۱۵۶ ج ۱)

یعنی جو یہ رفع یدین کرتا ہے وہ جوتا پہن کر نماز پڑھنے والے جیسا ہے اور جو رفع یدین نہیں کرتا وہ جوتا اتار کر نماز پڑھنے والے کی طرح اور یہ بھی لکھا ہے کہ رفع یدین و آمین بالجہر سے روکنے والے کو ایسا ہی گناہ ہوگا جیسا گانے بجانے سے روکنے والے اور محفل میلاد اور رسمی فاتحہ سے روکنے والے کو ہوتا ہے۔ (ہدیۃ المہدی ص ۱۱۸ ج ۱)

ہاں جن جگہوں میں یہ رفع یدین نہیں کرتے وہاں رفع یدین حرام ہے یا مکروہ، نماز باطل ہو گی یا ناقص؟ یہ حکم ان کی کسی مسلمہ کتاب میں نہیں ملا۔ یہ حکم باحوالہ ضرور لکھیں تا کہ مکمل حکم معلوم ہو سکے۔

آنحضرت ﷺ سجدوں کے وقت بھی رفع یدین کیا کرتے تھے:

(۱) حدیث مالک بن الحویرثؓ (نسائی ص ۵۶ ج ۱، مسند احمد ص ۴۳۶ و ۴۳۷ ج ۳، ابو عوانہ ص ۹۵ ج ۲)

(۲) حدیث وائل بن حجرؓ (ابو داؤد ص ۳۷ ج ۱، طیالسی، طحاوی شریف، دار قطنی، موطا امام محمد)

(۳) حدیث انس بن مالکؓ (ابن ابی شیبہ، ابو یعلیٰ، دار قطنی ص ۱۰۸ ج ۱) سند کے راوی سب صحیح ہیں۔

(۴) حدیث ابو ہریرہؓ (ابن ماجہ ص ۶۲، کتاب العلل دار قطنی)

(۵) عمیر بن حبیبؓ (ابن ماجہ ص ۶۲)

(۶) حدیث جابر بن عبداللہؓ (مسند احمد ص ۳۱۰ ج ۳)

(۷) حدیث عبداللہ ابن الزبیرؓ (ابوداؤد ص ۴۷ ج ۱، مسند احمد ص ۲۵۵ و ۲۸۹ ج ۱)

(۸) حدیث عبداللہ بن عباسؓ (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

(۹) حدیث عبداللہ بن عمرؓ (مجمع الزوائد ص ۱۰۲ ج ۲)

ان نو صحابہ کی احادیث میں سجدوں کے وقت آنحضرت ﷺ کا رفع یدین کرنا مذکور ہے۔ ماضی استمراری کا صیغہ بھی ہے۔ متاخر الاسلام صحابہ بھی ہیں۔ لیکن اب غیر مقلدین کی اکثریت ان احادیث پر عمل نہیں کرتی (تو پھر بھلا کیا کریں) وہ ایک حدیث عبداللہ بن عمر کی صرف زہری کی سند سے پیش کرتے ہیں کہ حضورؐ سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرتے تھے اور ایک نہایت ضعیف حدیث حضرت ابو موسیٰ اشعری کی پیش کرتے ہیں کہ حضور دو سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرتے تھے، لیکن یہ محض بہانہ ہے۔ یہ حدیث ان نو کے خلاف نہیں ہے۔ وہاں ہے کہ سجدہ کرتے وقت اور سجدہ سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے اور یہاں ہے کہ دو سجدوں کے درمیان نہیں کرتے تھے۔ دونوں میں فرق ہے۔ توجہ فرمائیں۔

حضرات غیر مقلدین میں سے مولانا ابو حفص عثمانی نے پورا رسالہ لکھا ہے فضل الودود فی تحقیق رفع الیدین للسجود۔ اسی طرح ابی محمد عبدالحق الہاشمی (دراصل نوناری) نے فتح الودود فی تحقیق رفع الیدین عند السجود نامی رسالہ لکھا ہے۔

حضرات غیر مقلدین کی جماعتی مرکزی اور مسلمہ کتاب فتاویٰ علمائے حدیث ص ۳۰۶ ج ۴ پر ہے کہ سجدوں کے وقت رفع یدین کی حدیث بلاشک صحیح ہے۔ یہ رفع یدین منسوخ نہیں، بلکہ یہ نبی ﷺ کا آخری عمر کا فعل ہے۔ کیونکہ اس کا راوی

مالک بن الحویرث مدینہ منورہ میں حضور علیہ السلام کی آخری عمر میں داخل ہوا اور اس کے بعد کوئی ایسی حدیث صریح نہیں آئی ہے جس سے نسخ ثابت ہوتا، بلکہ ابن عمرؓ کا اس رفع کو قبول کرنا بعد روایت منع کے رفع یدین عند السجود کے اول دلیل ہے کہ رفع بعد منع وارد ہوا...... بلا ...س کا عامل محی السنۃ المیتہ ہے اور مستحق اجر سو شہید کا ہے۔ جو شخص اس کی مخالفت کرے اور اس رفع یدین سے ناراض ہو اور اس کے عامل کو فرقہ مبتدعہ رافضیہ سے تشبیہ دے، باوجودیکہ اس کو یہ حدیث صحیح بھی معلوم ہو تو وہ شخص معاند حق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو رسول سے کٹا اور مؤمنین کے راستے سے ہٹا، ہم اس کو جہنم میں ڈال دیں گے۔ (ملخصاً فتاویٰ علمائے حدیث ص ۳۰۶ و ۳۰۷ ج ۴)

عجیب بات ہے کہ غیر مقلدین ہر رکعت نماز میں ان نو احادیث کی مخالفت کرتے ہیں اور پھر بھی اپنے آپ کو محمدی اور اہل حدیث کہتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ان احادیث کے موافق اگر کوئی شخص ہر رکعت میں چار جگہ یعنی ہر سجدہ سے پہلے اور بعد میں ہمیشہ رفع یدین کرے تو اس کی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ ان احادیث پر عمل کرنے والے کو کتنا گناہ ہوگا اور ان احادیث پر عمل چھوڑنے والوں کو کتنا اجر ملے گا؟

آنحضرت ﷺ کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عمیر بن حبیب اور حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے یں کہ آپ ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کیا کرتے تھے۔ (ابن ماجہ، مسند احمد) اور بخاری شریف ص ۱۱۰ ج ۱ پر ہے کہ حضورؐ چار رکعت میں بائیس تکبیریں کہتے تھے، لیکن غیر مقلدین بائیس تکبیروں میں سے صرف چھ تکبیروں کے ساتھ رفع یدین کرتے ہیں۔ حضرت علی اور ابو حمید الساعدی کی حدیث میں اذا قام من السجدتین کا لفظ ہے۔ ظاہر ہے کہ دو سجدوں کے بعد نمازی دوسری اور چوتھی رکعت کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین کرنی چاہئے جبکہ ...ر مقلدین ان دونوں حدیثوں کو صحیح سمجھتے ہیں جب کہ حضرت علی کی حدیث الرسائل میں دس نمبروں میں اور ابو حمید کی حدیث پچیس نمبروں

میں لکھی ہے۔ گویا غیر مقلدین دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین نہ کر کے تقریباً چالیس احادیث کی مخالفت کرتے ہیں اور اس وقت کی رفع یدین نہ کر کے تقریباً چالیس احادیث کی مخالفت کرتے ہیں اور اس وقت کی رفع یدین کے منع کی ایک بھی حدیث پیش نہیں کرتے، نہ صحیح نہ ضعیف۔ پھر بھی اتنی احادیث کی مخالفت کر کے ان کے محمدی اور اہل حدیث ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ وضاحت بحوالہ حدیث فرمائیں کہ ہر تکبیر کے ساتھ ہمیشہ رفع یدین کرنے والے کی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

غیر مقلدیت، بے اصول فرقہ

غیر مقلدین کا فرقہ ایک بے اصول فرقہ ہے۔ جس طرح مرزائیوں، نیچریوں، چکڑالویوں، مودودیوں، اسراریوں کا کوئی نہ اصول تفسیر ہے نہ اصول حدیث، نہ اصول فقہ، یہی حال غیر مقلدین کا ہے۔

عجیب بات تو یہ ہے کہ امام شافعی کی تقلید کو تو شرک اور حرام کہتے ہیں۔ مگر ابن حجر، ابن حزم، نووی کو اربابا من دون اللہ مان رکھا ہے۔ اصول حدیث ہوں یا اصول تفسیر، اصول فقہ ہوں یا اصول جرح وتعدیل، یہ سب اہل فن کے اجتہاد پر مبنی ہیں، اس لیے ان میں یقیناً دو قسم کے اصول ہیں۔ ایک قسم اجماعی ہے جن پر اہل سنت والجماعت کے اہل فن کا اتفاق ہے ان کو ہم اس لیے تسلیم کریں گے کہ ہم اجماع امت کو دلیل شرعی مانتے ہیں غیر مقلدین چونکہ اجماع امت کو دلیل شرعی نہیں مانتے، اس لیے غیر مقلدین ان اصولوں سے استدلال میں مدد نہیں لے سکیں گے۔ دوسری قسم وہ اصول ہیں جن میں اہل فن کا اختلاف ہے۔ ان اصولوں میں ہم حنفی اصول کے پابند ہیں، کیونکہ اجتہادیات میں ہم مذہب حنفی کو راجح مانتے ہیں۔

چنانچہ درمختار شریف میں ہے واما نحن فعلینا باتباع ما رجحوہ وما صححوہ اور ہم لوگوں پر تو پیروی اس قول کی لازم ہے جس کو علماء مرجحین اور علمائے مصححین نے ترجیح دی ہے۔ (غایۃ الاوطار ص ۳۴ ج ۱)

ان اختلافی اصولوں اور اختلافی مسائل میں ہم شوافع، موالک، حنابلہ اور خود احناف کے غیر مفتیٰ بہ اور غیر معمول بہ مسائل و اصولوں کو مرجوح مانتے ہیں۔ اس لیے ان کو تسلیم نہیں کرتے۔ چنانچہ درمختار شریف میں ہے وان الحکم و الفتوی بالقول المرجوح جھل و خرق للا جماع . اور یہ کہ قاضی کا حکم کرنا اور مفتی کا فتویٰ دینا قول مرجوح پر جہالت اور اجماع کو پھاڑنا ہے یعنی حرام اور باطل ہے۔

(غایۃ الاوطار ص ۳۱ ج ۱)

غیر مقلدین چونکہ قیاس کو دلیل شرعی نہیں مانتے، ان کو ان اصولوں کے پیش کرنے کا بھی حق نہیں۔

ماله و ماعليه

بحث میں اگر مقصود اظہار صواب (تحقیق حق) ہو تو اس کو مناظرہ کہتے ہیں۔

(رشیدیہ ص ۹)

اگر مقصد تحقیق کی بجائے محض الزام ہو تو اس کو مجادلہ کہتے ہیں۔ اور بحث برائے بحث ہی مقصود ہو، نہ تحقیق حق مقصود ہو نہ الزام خصم، اسے مکابرہ کہتے ہیں۔

(رشیدیہ ص ۱۲)

الحمدللہ! ملک بھر میں غیر مقلدین اپنے مذہب کو دلائل حقہ سے ثابت کرنے سے عاجز آ چکے ہیں، اس لیے اکثر مکابرہ سے کام لیتے ہیں اور بعض جگہ مجادلہ سے محض الزام دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر وہ لکھ دیں کہ ہم مناظرہ یعنی تحقیق حق میں شکست کھا چکے ہیں تو ہم انہیں اجازت دیں گے کہ وہ بطور الزام حنفی مذہب کے مفتیٰ بہا اور معمول بہا اقوال ہمارے مقابلے میں پیش کر سکیں گے۔ شوافع کے اصول اور غیر مفتیٰ بہا اور غیر معمول بہا اقوال پیش کر کے جہالت اور حرام کاری میں مبتلا نہ ہوں۔

اور الزام کے وقت ہم کو بھی حق ہوگا کہ تقلید سلف سے ہٹ کر جو فرقے بھی وجود میں آئے ہیں، مثلاً مرزائی، نیچری، چکڑالوی، مودودی، اسراری، طاہری، ان

سب کے اقوال بطور الزام ان کے خلاف پیش کریں، کیونکہ ان سب میں قدر مشترک ترک تقلید ہے۔

(۱) غیر مقلد عوام کو کہا کرتے ہیں کہ رکوع کے وقت رفع یدین کرنے کی احادیث صحیح ہیں اور رکوع کے وقت رفع یدین نہ کرنے کی تمام احادیث ضعیف ہیں۔ ان پر عمل کرنا جائز نہیں ہے۔

(۲) ہر تکبیر کے وقت رفع یدین کرنے کی تمام احادیث ضعیف ہیں اور سجدہ کے وقت رفع یدین نہ کرنے کی احادیث صحیح ہیں۔

(۳) سجدوں کے وقت رفع یدین کرنے کی تمام احادیث ضعیف ہیں۔

یہ تینوں فیصلے نہ ہمیں قرآن میں ملے ہیں، نہ حدیث میں۔ اگر وہ یہ تینوں فیصلے ہمیں حضور ﷺ کی حدیث صحیح میں دکھا دیں تو ہم مان لیں گے کہ وہ محمدی بھی ہیں اور اہل حدیث بھی، ورنہ ہم ان کو دعویٰ محمدی اور اہل حدیث میں جھوٹا سمجھیں گے، اور اگر وہ یہ فیصلے حدیث سے نہ دکھا سکے اور قیامت تک نہ دکھا سکیں گے تو لکھ دیں کہ ہم آج تک جھوٹ بولتے رہے۔ ہم نہ محمدی ہیں نہ ہی اہل حدیث۔ پھر وہ اجماع خیر القرون وائمہ اربعہ یا فقہ حنفی کے مفتیٰ بہ قول سے یہ فیصلے دکھا دیں تو ہم تحریر لکھ دیں گے کہ وہ اپنے فیصلے تحقیقی دلائل (قرآن وحدیث) سے ثابت نہیں کر سکے، البتہ اجماع ائمہ اربعہ اور فقہ حنفی کے مفتیٰ بہ قول سے ہمیں الزام دینے میں کامیاب ہو گئے، لیکن وہ قیامت تک ایسا بھی نہیں کر سکیں گے۔

گویا مناظرہ تو کیا وہ مجادلہ میں بھی ناکام ہیں۔ ہاں احناف اور شوافع کے درمیان جو اختلافی اصول ہیں، ان سے استدلال کا ان کو ہرگز حق نہ ہوگا کیونکہ ان سے استدلال نہ تو تحقیقی جواب ہے کہ اس کے تحقیقی دلائل صرف قرآن وحدیث ہیں اور نہ ہی الزامی جواب، کیونکہ الزامی جواب مسلمات خصم پر مبنی ہوتا ہے اور ہماری کتب اصول فقہ میں ان کو کہیں تسلیم نہیں کیا گیا (بحیثیت مذہب) تو ان سے ہم پر الزام قائم

نہ ہوگا، ہاں وہ استدلال کرنے والے مشرک بن جائیں گے اس لیے غیر مقلدین نہ اپنے قیاسی جواب دیں کہ ان کے نزدیک یہ کار شیطانی ہے، نہ امتیوں کے اقوال پیش کر کے مشرک بنیں نہ بے سند اقوال لکھ کر بے دین بنیں، نہ خاموش رہ کر گونگے شیطان، یہ سب ان کے مسلمات پر ہے۔

غیر مقلدین حضرات کی ہر مسجد میں ایک اشتہار اثبات رفع یدین کا لگا ہوتا ہے اس میں یہ دعویٰ ہے کہ ان کا رفع یدین کا یہ مکمل عمل قرآن پاک کی دو آیات سے ثابت ہے۔

پہلی آیت: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ﴾ ساری امت نے اس آیت کا مطلب احادیث صحیحہ اور اجماع کی روشنی میں یہی بیان کیا ہے کہ اپنے رب کی نماز (عید) پڑھ اور (اس کے بعد) قربانی کر۔ مگر اشرف سلیم نے قربانی کی بجائے رفع یدین مراد لی ہے، جو روایت بیان کی اس سے ظاہر ہے:

(۱) آنحضرت ﷺ کو نحر کا معنیٰ نہیں آتا تھا اس لیے حضرت جبرائیل سے پوچھا۔

(۲) جبرئیل نے فرمایا کہ اس آیت میں نحر سے مراد قربانی ہی نہیں، انها ليست بنحرة۔

(۳) اشرف سلیم نے جو اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ قربانی ہی مراد نہیں، بالکل غلط ہے۔

(۴) ابن ابی حاتم اور ابن کثیر میں یہ الفاظ بھی ہیں: اذا سجدت یعنی جب سجدہ کرو پھر بھی رفع یدین کرو۔ یہ الفاظ مولوی جی نے چھوڑ دیئے۔ کیونکہ ان کے مذہب اور عمل کے خلاف تھے۔

(۵) مستدرک کا حوالہ دیا۔ مگر اسی صفحہ پر علامہ ذہبی نے تلخیص میں لکھا تھا کہ اسرائیل صاحب عجیب ہے، اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا اور دوسرا راوی اصبغ ہے جو شیعہ اور متروک الحدیث ہے۔ (تلخیص المستدرک ص ۵۳۸ ج ۲)

(۶) ذہبی نے یہ بھی لکھا ہے کہ ”اصبغ بڑا ہی جھوٹا اور متروک تھا اور رجعت کا قائل تھا“

(میزان ص ۲۷۱ ج ۱)

(۷) بیہقی نے اس کے بعد لکھا تھا کہ یہ روایت کی گئی ہے مگر اعتماد پچھلی روایات پر ہے، یعنی یہ نا قابل اعتماد ہے۔ (ص ۷۶ ج ۲)

مولوی صاحب یہ جملہ بھی کھا گئے (۸۔۹۔۱۰) ابن ابی حاتم وابن کثیر، فتح البیان کے حوالے دیئے۔ حالانکہ ابن کثیر نے صاف لکھا کہ "یہ روایت سخت منکر ہے" اور آخر میں لکھتے ہیں کہ "یہ سب اقوال سخت ہیں، صحیح صرف یہی قول ہے کہ نحر سے مراد قربانی ہے۔ (ص ۵۵۸ ج ۵۵۹ ج ۴)

درمنثور اور اکلیل کے حوالے دیئے ہیں۔ دونوں علامہ سیوطیؒ کی ہیں۔ جب کہ خود سیوطی نے اکلیل میں اس روایت کے شروع میں بھی ضعیف لکھا ہے اور اس کے بعد لکھا ہے کہ ابن کثیر نے کہا ہے کہ یہ حدیث شدید منکر ہے۔ بلکہ ابن الجوزیؒ نے اس کو موضوعات میں لکھا ہے۔ (اکلیل ص ۲۲۹)

(۸) وغیرہم کا بھی حوالہ دیا ہے۔ علامہ ذہبیؒ میزان میں اسرائیل بن ابی حاتم کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ "یہ مقاتل کے حوالہ سے جھوٹی احادیث بیان کیا کرتا تھا۔ اور ان جھوٹی حدیثوں کی مثال میں یہی روایت ذکر کی ہے"

(۹) اشرف سلیم صاحب نے یہ لکھا ہے "قربانی ہی مراد نہیں" جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بیک وقت وانحر سے قربانی، اور رفع یدین مراد لیتے ہیں۔ لیکن وہ قربانی نماز کے بعد کرتے ہیں اور رفع یدین نماز کے اندر۔ یا تو سب غیر مقلدین جنہوں نے اس اشتہار کو مسجد کی زینت بنا رکھا ہے، قربانی بھی نماز کے اندر رکوع کے وقت کیا کریں، یا پھر رفع یدین بھی نماز سے فارغ ہو کر گھر جا کر کرلیا کریں۔ ایک دلیل میں اتنے دھوکے، قرآن پر جھوٹ، جبرئیل پر جھوٹ، فرشتوں پر جھوٹ، کتابوں سے نقل میں خیانت اس کی مثال ہمیں کافروں کی کتابوں میں بھی نہیں ملی، ایسے گندے اور جھوٹے اشتہار کو مسجد میں لگانا، غیر مقلدوں کو ہی زیب دیتا ہے ورنہ ایسے جھوٹے اشتہار کسی گرجے اور مندر میں بھی نہیں دیکھے۔

دوسری آیت: قرآنی دلیل نمبر۲ کے تحت لکھا ہے ﴿خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ﴾ اس آیت کا رفع یدین کے ساتھ دور کا بھی تعلق نہیں، نہ ہی اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ دوسری اور چوتھی رکعت کو رفع یدین کی زینت سے خالی رکھنا، صرف تیسری رکعت کو زینت دینا اور دونوں سجدوں کو زینت سے خالی رکھنا صرف رکوع کو زینت دینا، نہ ہی آنحضرت ﷺ نے اس آیت کا یہ شان نزول بتایا ہے، نہ ہی کبھی حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اس آیت کو رفع یدین متنازعہ فیہ کے لیے پیش فرمایا ہے۔

غیر مقلدین غور فرمالیں کہ شیعوں کی نماز غیر مقلدین سے زیادہ زینت والی ہے، ہر رکعت مزین، ہر سجدہ مزین، ہر سلام مزین، آیت کا تعلق لباس سے ہے۔

الغرض! یہ بھی قرآن پاک پر جھوٹ ہے، جو فرقہ ابتداء ہی قرآن پاک پر جھوٹ سے کرے اور ان جھوٹوں سے اپنی مساجد کو مزین کرے، اس کو بھلا سچ کی توفیق کیسے ملے۔

غیر مقلدین کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ ہمارے رفع یدین کے پورے عمل پر چار سو احادیث و آثار ثابت ہیں۔ (اشتہار، نیز صلوٰۃ الرسول ص ۲۵۴)

یہ محض جھوٹ ہے۔ ان چار سو صحابہ کی یہ چار سو روایات کسی کتاب میں صحیح سند سے نہیں ہیں۔ یاد رہے جھوٹ منافق کی نشانی ہے۔

غیر مقلدین کا جھوٹ

(۱۰) غیر مقلدوں کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ ''رفع یدین کے اس مکمل عمل کی حدیث ۵۰ صحابہ نے روایت کی ہے جن میں خلفائے راشدین اور عشرہ مبشرہ بھی شامل ہیں۔ اس پر اشرف سلیم صاحب نے جزء رفع یدین بخاری کا حوالہ دیا ہے جو بالکل جھوٹ ہے۔

نوٹ:۔ یاد رہے کہ صحیح بخاری شریف، امام بخاری سے تقریباً نوے ہزار لوگوں نے پڑھی، امت میں یہ کتاب متواتر ہے لیکن جزء رفع یدین اور جزء القراۃ دونوں ناقابل اعتماد رسالے ہیں، کیونکہ ان دونوں کا ایک ہی راوی (محمود ابن اسحاق

الخزاعی) ہے جس کا ثقہ ہونا بطریق محدثین ہرگز ثابت نہیں اور نہ ہی کوئی غیر مقلد ثابت کرسکتا ہے۔

(۱۱) اس میں شک نہیں کہ خلفائے راشدین کا مقام سب صحابہ سے بلند ہے لیکن خلفائے راشدین سے نہ تو رفع یدین کے مکمل عمل پر آنحضرت ﷺ سے ساری عمر رفع یدین کرنے کی حدیث ثابت ہے اور نہ ہی کسی صحیح سند سے یہ ثابت ہے کہ خلفائے راشدین خود ساری عمر رفع یدین کرتے رہے۔ یہ حضور ﷺ پر جھوٹ ہے اور خلفائے راشدین (رضوان اللہ علیہم اجمعین) پر بھی۔

(۱۲) حضرات عشرہ مبشرہ میں سے باقی حضرات حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمان بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم نے بھی نہ آنحضرت ﷺ سے رفع یدین روایت کی، نہ خود ان کا ساری عمر رفع یدین کرنا کسی سند سے ثابت ہے، یہ بھی حضورؐ اور عشرہ مبشرہ پر جھوٹ ہے۔

رفع یدین کانفرنس

صحیح بخاری ص ۱۱۴ ج ۱ پر ہے کہ "حضرت ابوحمید ساعدیؓ نے حضور ﷺ کے وصال کے بعد آپ کی محفوظ نماز کا ذکر فرمایا جس میں صرف پہلی تکبیر کی رفع یدین کا ذکر ہے اور بس۔ اس سے معلوم ہوا کہ اور کسی جگہ کی رفع یدین باقی نہ رہی۔

اس صحیح حدیث کے خلاف ایک ضعیف حدیث میں ہے کہ "حضرت ابوحمید الساعدیؓ نے دس صحابہ کی موجودگی میں فرمایا، میں تم سب سے زیادہ حضورؐ کی نماز کو جانتا ہوں۔ انہوں نے پوچھا کہ کونسا مسئلہ ایسا جانتے ہو جس کا ہمیں علم نہ ہو۔ تو انہوں نے رکوع کی رفع یدین کا مسئلہ بتایا تو سب نے کہا کہ آپ نے سچ کہا (یعنی یہ مسئلہ آپ ہی جانتے ہیں، ہمیں اس کا علم نہیں تھا) اگر یہ روایت صحیح ہوتی تو اس سے تو یہ معلوم ہوتا کہ رکوع کی رفع یدین پر عمل کہاں، صحابہ کی اکثریت اس کو جانتی تک نہ تھی،

اس کی سند میں عبدالحمید بن جعفر ضعیف ہے۔ (میزان)

(۱۳) جب ان دس صحابہؓ کے نام پوچھے جاتے ہیں تو دس کی بجائے اٹھارہ نام بتائے جاتے ہیں، اور وہ یہ ہیں ابوقتادہ، ابواسید، محمد بن مسلمہ، ابوہریرۃ، سہل بن سعد، امام حسن بن علی، زید بن ثابت، عقبہ بن عامر، ابومسعود، عبداللہ ابن عمر، سلمان، ابوموسیٰ اشعری، ابوسعید خدری، عائشہ، بریدہ، عمار بن یاسر، ام درداء اور ابوحمید۔ لیکن ان کا کسی محفل میں جمع ہونا محض بے دلیل اور بے ثبوت ہے، کسی صحیح سند سے ثابت نہیں۔

(۱۴) بلکہ ان میں بعض ایسے نام ہیں جن کی وجہ سے اس واقعہ کا بالکل جھوٹا ہونا ثابت ہو رہا ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ اس کا راوی محمد بن عمرو بن عطاء ہے اس کی پیدائش ۴۰ھ میں ہوئی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کی عمر کم از کم دس سال کی ہو تو اس مجلس کا حال بیان کر سکتا ہے، یعنی کم از کم یہ مجلس ۵۰ھ میں منعقد ہوئی ہو گی، جب کہ سلیمان فارسی ۳۴ھ، ابومسعود بدری ۳۸ھ محمد بن مسلمہ ۴۱ھ، ابواسید ۳۰ھ، عمار بن یاسر ۳۷ھ، ابو قتادہ قبل ۴۰، امام حسن بن علی ۴۹ھ زید بن ثابت ۴۵ھ، ان دس میں سے یہ آٹھ تو مجلس کے انعقاد سے کئی سال پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔ کیا زندہ صحابہ میں سے کوئی بھی رفع یدین کو نہیں جانتا تھا کہ مردہ کانفرنس قائم کی گئی اور پندرہ بیس سال پرانی قبریں اکھاڑی گئیں۔ حالانکہ نہ ان سے دوام رفع یدین کی روایت ثابت، نہ ہی انکا اپنا دائمی عمل۔

(۱۵) ان پچاس ناموں میں ابی بن کعبؓ، ابودرداء، عمرو بن عاص، قتادہ، زیاد بن حارث، عدی بن عجلان، عبداللہ بن جابر، حکم بن عمیر، وائل بن ثابت **اور عبداللہ** بن مسعود رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی نام درج کرتے ہیں حالانکہ نہ ان سے دوام رفع یدین کی روایت اور نہ ان کا عمل، سب جھوٹ ہے۔

(۱۶) اشرف سلیم صاحب لکھتے ہیں کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرامؓ سب کے سب رفع یدین کرتے تھے۔ یہ محض بے سند جھوٹ ہے۔

غیر مقلدوں کا عوام کے سامنے جھوٹ

(۱۷) رفع یدین پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ یہ آنحضرت ﷺ پر تو محض جھوٹ ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر کا قول طبرانی کبیر ص ۱۹۷ ج ۱۷ پر ہے مگر وہاں اشارے کا ذکر ہے نہ کہ رفع یدین کا، اسی طرح کنز العمال میں اور مجمع الزوائد میں اشارے کا ذکر ہے۔

(۱۸) یہ قول اشارے والا بھی کسی صحیح سند سے ثابت نہیں، اس کی سند میں ایک تو ابن لھیعہ ہے جس کو خود انہوں نے الرسائل ص ۱۷۴ پر ضعیف قرار دیا ہے اور ص ۲۱۶ پر اس سے استدلال کیا ہے۔

(۱۹) دوسرا راوی مشرح بن عاھان ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں کہ یہ عقبہ سے منکر روایتیں بیان کرتا تھا۔ اس نے حجاج کے لشکر میں شامل ہو کر خانہ کعبہ پر گولہ باری کی تھی۔ (تہذیب ص ۱۵۵ ج ۱۰)

(۲۰) اگر صحیح بھی ہوتا تو اس کا فائدہ شیعوں کو غیر مقلدوں سے بہت زیادہ ہے کیونکہ وہ زیادہ جگہوں پر رفع یدین کرتے ہیں اور بار بار کرتے ہیں۔

(۲۱) کبھی متنازعہ رفع یدین کی حدیث کے متواتر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، یہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔

غیر مقلدین کا آخری سہارا

حضرت شیخ الہندؒ نے ان سے مطالبہ کیا تھا کہ آپ دوام رفع یدین کرنا کسی نص صریح سے ثابت کر دیں۔ امت کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ آنحضرت ﷺ پر جھوٹ بولنا، اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنانا ہے۔ خواہ خود جھوٹ بولے، خواہ کسی کا جھوٹ حضورؐ کے ذمہ لگا دے۔

آج کل کے غیر مقلدین بلا استثناء تقریر و تحریر مین آنحضرت ﷺ کے بارے میں یہ جھوٹ بول رہے ہیں کہ آپؐ نے اپنی زندگی کی آخری نماز بھی اس رفع یدین کے ساتھ ادا فرمائی۔ اہل سنت کہتے ہیں کہ جھکنے اٹھنے کے وقت تکبیر کے ذکر کے ساتھ تو حتیٰ فارق الدنیا کا لفظ صحیح بخاری ص ۱۱۰ پر حضرت ابو ہریرہؓ نے قسم کھا کر بیان فرمایا ہے جو دوام تکبیر پر نص صریح، صحیح ہے کہ حضرت آخر عمر تک تکبیر کہتے رہے۔

مگر رفع یدین متنازعہ فیہ کے بارے میں یہ ثابت نہیں۔

آخر غیر مقلدین نے بیہقی کے حوالہ سے ایک جھوٹی حدیث پیش کر ہی دی جس میں فما زالت صلوته حتی لقی الله کے الفاظ ہیں۔ مگر اس کا پہلا راوی ابو عبداللہ الحافظ غالی شیعہ ہے (میزان ج ۳، ص ۶۰۸) دوسرا راوی جعفر بن محمد بن نصر کی توثیق ثابت نہیں ہے۔ تیسرا راوی عبدالرحمٰن بن قریش متہم بالوضع ہے (میزان ج ۳، ص ۵۸۲) یعنی اتنا بڑا جھوٹا انسان کہ جب بھی جھوٹ بولتا ہے حضورؐ پر جھوٹ بولتا ہے۔ چوتھے اور پانچویں راوی عبداللہ بن احمد الدجی، اور الحسن بن عبداللہ حمدان کی بھی توثیق ثابت نہیں ہے۔

چھٹا راوی عصمہ بن محمد انصاری ہے جس کو محدثین نے کذاب اور واضع احادیث قرار دیا ہے (میزان ج ۳، ص ۶۸) کہ یہ بھی جھوٹ گھڑ گھڑ کر آنحضور ﷺ کے ذمہ لگاتا تھا۔ یہ ہے غیر مقلدین کے مذہب کا سرمایہ جس کی سند کا ایک راوی غالی شیعہ، تین مجہول اور دو کذاب ہیں۔ چنانچہ جب یہ روایت پیش کی تو علامہ نیمویؒ نے آثار السنن میں فرمایا کہ یہ حدیث ضعیف بلکہ بناوٹی ہے۔ مگر غیر مقلدین کے محدث اعظم مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری نے یہ کہہ کر ہتھیار ڈال دیئے کہ ہمارا استدلال اس حدیث پر مبنی نہیں جب محدث اعظم نے ہتھیار ڈال دیے تو اب ہی اس جھوٹی حدیث کو پیش کرنے سے توبہ کر لیتے۔ مگر یہی تو جھوٹے مذہب کا آخری سہارا ہے، آخر ان کے مناظر اعظم مولانا ثناء اللہ امرتسری نے بھرے مجمع میں مناظرہ جلال پور (پیروالہ) میں یہ حدیث پیش کر دی۔ وہاں ان کے (شیعہ) ثالث نے بھی یہ تحریر لکھ دی کہ جب مولوی ثناء اللہ نے بیہقی کی حدیث پیش کی جس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ آخر دم تک رفع یدین کرتے رہے تو مولوی غلام محمد صاحب نے اس حدیث کے راویوں سے عصمہ ابن محمد انصاری کو رجال کے حوالہ سے متروک، اور عبدالرحمان بن قریش بن خزیمہ کو ذہبی کے حوالہ سے واضع الحدیث کے ساتھ متہم بتایا، میں اس کو تسلیم کرتا ہوں۔ (سیرت ثنائی ص ۴۳۶)

غیر مقلدین پر اب ہر طرف سے پھٹکار برس رہی تھی کہ جس روایت کو شیعہ تک جھوٹی تسلیم کر لیں (تو پھر ایسے مذہب کا تو اللہ ہی حافظ ہے) تمہیں مجمع عام میں حضورؐ پر جھوٹ بولتے ذرّہ برابر شرم نہ آئی، خدا کا خوف تو دل سے نکل گیا تھا، آنکھوں میں انسانوں کی شرم ہی رکھتے۔ مگر اب بھی طریقہ یہ ہے کہ ان کا مولوی سٹیج پر بیٹھ کر حضورؐ پر جھوٹ بولتا ہے اور چند نو جوانوں کو پیسے دے کر نعرے لگوائے جاتے ہیں۔ مسلک اہل حدیث زندہ باد۔

مناظرہ چک بخشو میں ان کے شیخ الحدیث عبداللہ امجد چھتوی نے یہی حدیث پیش کر دی، چودھری محمد اسلم صاحب ایڈوکیٹ ثالث تھے۔ میں نے روایت کی سند کا حال بیان کر کے آخر میں کہا کہ اس قسم کی دو حدیثیں اور بھی کتابوں میں ہیں۔ حضرت انسؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے رکوع کے وقت رفع یدین کی، اس کی نماز نہیں ہوتی، مگر ان دونوں کی سندوں میں ایک ایک راوی جھوٹا ہے۔ اس لیے ہم ان احادیث کو کبھی دلائل میں پیش نہیں کرتے، اب میں صرف اس لیے دکھا رہا ہوں کہ عبداللہ چھتوی صاحب وہ اصول ہمیں دکھلا دیں جس کی بنا پر یہ دونوں حدیثیں جن کی سند کا ایک ایک راوی جھوٹا ہے، وہ تو جھوٹی رہیں، مگر جس کی سند میں ایک غالی شیعہ، دو کذاب اور تین راوی مجہول ہوں، وہ سچی ثابت ہو جائے۔ وکیل صاحب نے چھتوی سے جواب پوچھا! تو کہنے لگا کہ "آپ کہتے ہیں کہ یہ ثابت کر دو کہ آنحضرت ﷺ نے آخری عمر تک رفع یدین کی ہے۔ مگر میں تو یہ بھی ثابت نہیں کر سکتا کہ حضور ﷺ نے آخری عمر میں نماز ہی پڑھی ہو۔

پھر چھتوی صاحب سے کہا گیا کہ آپ قرآن و حدیث کے سوا کچھ اور نہیں مانتے، لیکن آپ اس رفع یدین کو سنت کہتے ہیں، آپ یہ حکم ہی قرآن کی کسی آیت یا حدیث سے دکھا دیں۔ تو اس نے کہا کہ میں اس رفع یدین کو کبھی سنت نہیں کہوں گا اور میدان سے بھاگ نکلا۔

غیر مقلدین کی ذلت آمیز شکست

رسالہ تحقیق مسئلہ رفع یدین میں دو چیلنج تھے۔ پہلا چیلنج ملاحظہ ہو

ایک جھوٹی حدیث غیر مقلدین بیہقی کے حوالہ سے رفع یدین کے بارے میں پیش کرتے ہیں کہ "فما ذالت تلک صلوته حتی لقی الله تعالی" آپ آخر عمر تک رفع یدین والی نماز پڑھتے رہے۔ اس کی سند میں ایک راوی عبدالرحمان قریش ہے۔ علامہ سلیمانی فرماتے ہیں کہ وہ جھوٹی حدیثیں بنایا کرتا تھا۔

(میزان الاعتدال ج ۲، ص ۵۸۲)

اس سند کا دوسرا راوی عصمہ بن محمد الانصاری ہے، اس کے متعلق امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں "کذاب، یضع الحدیث" (میزان ج ۳، ص ۲۸) یعنی بڑا جھوٹا ہے، جھوٹی حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔ علامہ عقیلی فرماتے ہیں کہ وہ باطل حدیثیں روایت کرتا تھا، ایسی جھوٹی حدیث کو بیان کرنا بھی بالکل حرام ہے۔ اگر کوئی غیر مقلد اس کو صحیح ثابت کر دے تو ہم اسے ایک ہزار روپیہ انعام دیں گے، ہے کوئی مرد میدان جو ہمت کرے۔ دیدہ باید (ص ۱۹)

اس چیلنج کا شائع ہونا تھا کہ غیر مقلد نوجوانوں نے اپنے مولویوں کے ناک میں دم کر دیا، وہ ایک ہاتھ میں حکیم محمد صادق سیالکوٹی کی کتاب صلوۃ الرسول اٹھاتے، جس کے ذریعہ یہ جھوٹی حدیث ہر غیر مقلد کے گھر پہنچ چکی ہے، دوسرے ہاتھ میں رسالہ تحقیق رفع یدین لیتے کہ اس کو صحیح ثابت کرنے سے ہزار روپیہ ملے گا، اور ہمارا مذہب بھی سچا ثابت ہوگا ورنہ سب جان لیں گے کہ جس مذہب کا صادق ہی اتنا جھوٹا ہو کہ نبی پاک ﷺ کے ذمہ جھوٹ لکھ کر گھر گھر پہنچا دے وہاں پھر غیر صادقوں کا کیا حال ہو گا۔ گوجرانوالہ میں تو اور ہی مصیبت تھی کہ مستری نور حسین نے بھی یہ جھوٹی حدیث اپنے رسالہ کے ذریعہ ہر گھر پہنچا دی تھی۔ نوجوان رو رو کر مولویوں کو کہتے تھے کہ "ہمارے نور نے کیا ظلمت پھیلا دی"۔ آخر پندرہ مجاہدین اٹھے، جن میں۔

(۱) مولانا عبدالحمید صاحب، صدر مدرس جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ۔

(۲) مولانا عطاالرحمان اشرف، جامعہ ابراھیمیہ سیالکوٹ۔

(۳) مولانا فاروق اصغر صارم صاحب (مبعوث دارالافتاء سعودی عرب) مدرس جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ۔

(۴) مولانا غلام اللہ ضیاء صاحب جھنگوی، مدرس جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ۔

(۵) مولانا ابوزکریا صاحب شیخوپوری۔

(۶) مولانا صوفی محمد اکبر صاحب خطیب جامع مسجد ناصر کان روڈ (بخشے والا) گوجرانوالہ۔

(۷) مولانا حافظ محمد طیب صاحب بھٹوی، مدرس جامعہ محمدیہ چوک اہل حدیث گوجرانوالہ۔

(۸) حافظ قاری محمد اکرام صاحب، جامعہ محمدیہ چوک اہل حدیث گوجرانوالہ۔

(۹) جناب محمد خالد صاحب بی اے سی ٹی سرفراز کالونی گوجرانوالہ۔

(۱۰) مولانا رحمت اللہ فقیر صاحب۔ ہموں گکھڑ سیالکوٹ۔

(۱۱) مولانا محمد ادریس صاحب، خطیب جامع مسجد اہل حدیث، حضرت کیلیا نوالہ (ضلع گوجرانوالہ)

(۱۲) جناب ادریس بن صدیق، فاضل ادارہ تعلیم و تحقیق جامعہ پنجاب لاہور۔

(۱۳) ڈاکٹر ایچ ایم یوسف، اسم اعظم والے، تحصیل بازار سیالکوٹ۔

(۱۴) رانا محمد اقبال ایڈووکیٹ، ڈسٹرکٹ کونسل سیالکوٹ۔

(۱۵) جناب محمد اعظم، نائب شیخ الحدیث مدرسہ جامعہ اسلامیہ و خطیب جامع مسجد رحمانیہ گوجرانوالہ، شامل ہیں۔

ان سب حضرات نے تقریباً پانچ سال کی طویل مدت میں چھوٹے سائز والے ۳۲ صفحات کے رسالے کا جواب بڑے سائز کے تقریبا پانچ صد صفحات میں لکھا مگر جس حدیث کو صحیح ثابت کرنے بیٹھے تھے، اس کو صحیح ثابت نہ کر سکے۔ شیخ الحدیث صاحبان کی شیخی کرکری ہوگئی، اسم اعظم بھی اس مردہ نعش میں جان نہ ڈال سکا اور وہ

یہی کہتے رہے کہ:

جو آرزو تھی اس کا نتیجہ ہے انفعال
اب آرزو یہ ہے کہ کوئی آرزو نہ ہو

ہائے اس مذہب کی بے بسی قابل دید ہے۔ یہ مذہب صرف، مسلک اہل حدیث زندہ باد کے نعروں پر قائم ہے، لاڑکانہ کے مناظرے میں جہاں پیر محب اللہ شاہ آف پیر جھنڈا جیسے وسیع المطالعہ غیر مقلد علماء بھی موجود تھے، میں نے کہا کہ اگر آپ اس حدیث کو صحیح ثابت کر دیں تو میں باوضو ہوں، اسی وقت دو نفل رفع یدین کے ساتھ پڑھوں گا اور ساری عمر کے لیے یہی عمل جاری رکھوں گا۔

بے چارے پڑھے لکھے غیر مقلد تقریباً دو گھنٹے اپنے مولویوں کی منتیں کرتے رہے کہ خدا کے واسطے اس حدیث کو صحیح ثابت کر دو۔ مگر وہ کیا کر سکتے تھے۔ مردہ کو زندہ کرنا تو شاید ممکن ہوتا، مگر اس حدیث کو سچا کرنا محال ہے۔

افسوس ہے کہ اس کے باوجود یہ جھوٹی حدیث حکیم محمد صادق سیالکوٹی کی کتاب صلوۃ الرسول کے ذریعہ غیر مقلدین کے گھر گھر پڑھی جا رہی ہے اور اشرف سلیم کے اشتہار اثبات رفع یدین کے ذریعہ ہر مسجد میں لگی ہوئی ہے، کئی سال سے یہ جھوٹی حدیث غیر مقلد کے ہر گھر میں پڑھی جا رہی ہے۔ اب مولوی محمد عبدالرؤف نے صلوۃ الرسول کے حاشیہ پر لکھ دیا ہے کہ مجھے یہ حدیث سنن بیہقی میں نہیں ملی۔

علیٰ کل حال یہ روایت انتہائی ضعیف ہے۔ کیونکہ اس کی سند میں عبدالرحمن بن قریش ابن خزیمہ ہے اور یہ متہم بالوضع ہے۔ (حاشیہ صلوۃ الرسول ص ۲۷۳)

غیر مقلدین کے بڑے اور چھوٹے سب کی عادت ہے کہ جو حدیث ان کے مذہب کے خلاف ہو اس کو ضعیف کہہ کر چھوڑ دیتے ہیں۔ مگر یہ جھوٹی حدیث ان کے مذہب کا آخری سہارا ہے جس کو یہ لوگ چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ محمد خالد گھر جاکھی کے والد مستری نور حسین گھر جاکھی نے رسالہ قرۃ العینین فی اثبات رفع الیدین کے ص ۸ پر عنوان لکھا: ”رسول خدا ﷺ کا وفات تک رفع یدین کرنا“

پھر یہی جھوٹی حدیث لکھ کر حدیث کی کتابوں میں سے مسند احمد، بیہقی کا حولہ دے دیا۔

غیر مقلدین حضرات سے چند سوالات

ہمارے غیر مقلد دوست کہا کرتے ہیں کہ ہماری نماز کا ہر ہر مسئلہ حدیث صحیح صریح متفق علیہ غیر معارض سے ثابت ہے جس میں قیاس اور اجتہاد کا کوئی دخل نہیں۔ اس لیے وہ مندرجہ ذیل مسائل کی احادیث صحیحہ صریحہ متفق علیہا غیر معارضہ پیش فرمائیں۔ (۱) تکبیر تحریمہ کا فرض ہونا (۲) اکیلے نمازی اور مقتدی کا ہمیشہ تکبیر تحریمہ آہستہ کہنا (۳) نماز میں ثنا کا سنت مؤکدہ ہونا (۴) امام کا ہمیشہ ثناء آہستہ پڑھنا جبکہ حضرت عمرؓ نے امام بن کر ثناء اونچی آواز سے پڑھی (۵) مقتدی کا ثناء ہمیشہ آہستہ پڑھنا جبکہ نسائی میں مقتدی کا حضورؐ کے پیچھے ثناء بلند آواز سے پڑھنا ثابت ہے (۶) اکیلے نمازی کا ثناء ہمیشہ آہستہ آواز سے پڑھنا (۷) ثناء کے بعد تعوذ کی ترتیب (۸) تعوذ کا سنت ہونا (۹) امام مقتدی اور منفرد سب کا تعوذ آہستہ آواز سے پڑھنا (۱۰) تحریمہ کے وقت ہاتھ ہمیشہ کندھوں تک اٹھانا (۱۱) قیام کا فرض ہونا صرف فرائض میں (۱۲) سنت ونفل میں قیام کا سنت ہونا (۱۳) قیام میں ہمیشہ ہاتھ سینے پر باندھنا (۱۴) نوافل میں ہاتھ سینہ پر باندھنا (بیٹھنے کی حالت میں) (۱۵) تعوذ تسمیہ کی ترتیب (۱۶) بسم اللہ کا سنت مؤکدہ ہونا (۱۷) اکیلے نمازی کا ہمیشہ تسمیہ آہستہ پڑھنا (۱۸) مقتدی کا ہمیشہ تسمیہ آہستہ پڑھنا (۱۹) امام کا ہمیشہ تسمیہ بلند آواز سے پڑھنا (۲۰) سورۃ فاتحہ کا اکیلے نمازی پر فرض ہونا (۲۱) سورۃ فاتحہ کا امام پر فرض ہونا (۲۲) سورۃ فاتحہ کا مقتدی پر فرض ہونا (۲۳) اکیلے نمازی کا سورۃ فاتحہ آہستہ پڑھنا (۲۴) بعض مقتدیوں کا فاتحہ امام کی فاتحہ سے پہلے پڑھنا (۲۵) بعض مقتدیوں کا امام کے سورۃ کے ختم کے بعد فاتحہ پڑھنا (۲۶) امام کا گیارہ رکعتوں میں فاتحہ آہستہ پڑھنا (۲۷) امام کا چھ رکعتوں میں فاتحہ بلند آواز سے پڑھنا (۲۸) فاتحہ کے بعد آمین

کا سنت مؤکدہ ہونا (۲۹) اکیلے نمازی کا ہمیشہ آہستہ آواز سے آمین کہنا (۳۰) مقتدی کا ہمیشہ گیارہ رکعتوں میں آہستہ آمین کہنا (۳۱) جہری رکعتوں میں جو مقتدی امام کی سورۃ کے وقت ملے اس کا اپنی فاتحہ کے بعد آمین آہستہ کہنا۔ (۳۲) جہری رکعتوں کو جو مقتدی امام کے بعد پورا کرے ان میں ہمیشہ آہستہ آمین کہنا (۳۳) جو مقتدی جہری رکعت میں امام کی فاتحہ کے آخر میں ملے اس کا اپنی فاتحہ کے درمیان اونچی آواز سے اور اپنی فاتحہ کے بعد آہستہ آواز سے آمین کہنا۔ (۳۴) امام کا گیارہ رکعتوں میں ہمیشہ آہستہ آمین کہنا (۳۵) آمین کے بعد اکیلے نمازی پر زائد قرآن کا نہ فرض ہونا، نہ واجب ہونا بلکہ صرف سنت ہونا (۳۶) امام پر بھی سورۃ کا لازم نہ ہونا (۳۷) مقتدی پر ہر نماز میں قرآن کی ۱۱۳ سورتوں میں سے کچھ پڑھنا، حرام ہونا (۳۸) رکوع سے پہلے تکبیر کا سنت مؤکدہ ہونا (۳۹) تکبیر کب شروع کرے اور کہاں ختم کرے (۴۰) رکوع سے پہلے ہمیشہ بغیر تکبیر کے رفع یدین کرنا (۴۱) اس تکبیر کا اکیلے اور مقتدی کا آہستہ کہنا (۴۲) رکوع کا فرض ہونا۔

نوٹ: آپ حضرات نے اگر ان سوالات کا جواب احادیث صحیحہ صریحہ متفق علیہا غیر معارضہ سے دے دیا تو ہم مان لیں گے کہ آپ کی نماز حدیث سے ثابت ہے، آپ سچے اہل حدیث ہیں۔ ہم بھی حنبلی مذہب چھوڑ کر آپ کے ساتھ مل جائیں گے اور سعودی حنبلی حکومت کو مشرک مان لیں گے۔ اور اگر آپ جواب نہ دے سکے تو ہم یقین کر لیں گے کہ آپ بالکل جھوٹے اہل حدیث ہیں۔ جب آپ کی نماز پنجگانہ بھی احادیث سے ثابت نہیں تو زندگی کے باقی مسائل میں آپ کو کہاں سے احادیث ملیں گی۔ فرقہ غیر مقلدین کی نئی شاخ مسعودی فرقہ کی نماز بھی ہرگز حدیث سے ثابت نہیں۔ وہ بھی ان سوالات کا جواب احادیث صریحہ صحیحہ متفق علیہا غیر معارضہ سے دے سکتے ہیں تو دیں، لیکن یہ سب اس سے عاجز رہیں گے۔ کیونکہ:

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں